اسلامی حکومت کا قیام اور اسکے نفاذ کا عملی خاکہ .... قسط نمبر ۳

تحریر شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ

موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی مایوسی و بددلی دور کرتے ہوئے فرمایا "قال عسی ربکم ان یهلک عدو کم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون" (اعراف نمبر۱۲۹) موسیٰ علیہ السلام نے کہا توقع ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو پامال کرے گا اور تمہیں ملک کا اقتدار و خلافت بخشے گا۔ کہ دیکھے تم کیا روش اختیار کرتے ہو۔

اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام انہیں تلقین کرچکے تھے "واستعینوا باللہ واصبروا ان الارض للہ یورثها من یشاء من عباده والعاقبہ للمتقین" اللہ سے مدد چاہو اور ثابت قدم رہو زمین اللہ کی ہے وہ جس کو اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اس کو اس کا وارث بناتا ہے اور انجام کار کی کامیابی اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہی ہے۔

یہاں دشمن سے جہاد میں دو چیزوں کو وسیلہ ظفر ٹھہرایا ہے "استعانت باللہ" یعنی نماز کی پابندی و قیام اور دین پر استقامت و ثابت قدمی۔

بنی اسرائیل کے سرزمین فلسطین پر غلبہ و اقتدار کو بیان کرتے ہوئے فرمایا "و اورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغار بها التی بارکنا فیها وتمت کلمت ربک الحسنی علی بنی اسرائیل

بماصبروا ودمرنا ماکان یصنع فرعون وقومہ وماکانو یعرشون" (اعراف آیت ۱۳۷)

اور جو لوگ دبا کے رکھے گئے تھے ہم نے ان کو اس سرزمین کا وارث بنایا جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور تیرے رب کا اچھا وعدہ بنی اسرائیل پر پورا ہوا بوجہ اس کے کہ وہ ثابت قدم رہے اور ہم نے فرعون اور اسکی قوم کی ساری تعمیرات اور ان کے سارے باغ و چمن ملیامیٹ کردیئے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو خلافت دیتے ہوئے فرمایا "یداودانا جعلنک خلیفہ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولاتتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بمانسوا یوم الحساب" (پ ۲۳ سورۃ ص آیت نمبر ۲۶)

اے داؤد ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا تم لوگوں کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹادے گا۔ جو لوگ اللہ کی راہ گم کر بیٹھتے پر ان کے لئے سخت عذاب ہے کیونکہ انہوں نے روز حساب کو بھلا دیا۔

یعنی اے داؤد ہم نے اپنی طرف سے تمہیں اختیار و اقتدار بخشا ہے تو اس خلافت کا تقاضا ہے کہ تم اس اختیار و اقتدار کو خلافت عنایت کرنے والے کی مرضی کے مطابق استعمال کرو اور لوگوں کے درمیان حق وعدل کیساتھ فیصلہ کرو۔ اور کبھی بھی اپنی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا۔ ورنہ حق وعدل کے راستہ سے ہٹ جاؤ گے۔ اور جو انسان بھی اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو اختیار و اقتدار بخشنے والا ہے اس کی مرضی کو نظرانداز کرتا ہے۔ تو وہ یہ کام آخرت کو فراموش کرکے کرتا ہے اسے روز حساب یاد نہیں ہے اسے انجام بد سے دوچار ہونے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ حضرت شمویل کے دور میں طالوت کو بادشاہ بنایا اور فرمایا "وقتل داود طالوت فاتاہ اللہ الملک والحکمہ وعلمہ ممایشاء حضرت

سلیمان علیہ السلام نے اللہ کے حضور درخواست پیش کرتے ہوئے عرض کی "رب اغفرلی وھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی انک انت الوھاب" (ص آیت نمبر ۳۵)

میرے رب مجھے معاف فرمادیے اور مجھے ایسی سلطنت بخش جو میرے سوا کسی کے لئے زیبا نہیں تو بڑا ہی بخشنے والا ہے۔

اس طرح خلافت و نبوت کا سلسلہ حضرت آدم سے شروع ہوا اور راہنمائے زندگی کے طور پر ہر نبی کو کتاب ملتی رہی۔ جس کے مطابق اس وقت کے لوگ اپنی زندگی بسر کرتے رہے۔ سورۃ حدید میں فرمایا "لقد ارسلنا رسلنا بالبینت و انزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط و انزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس ولیعلم من ینصرہ ورسلہ بالغیب ان اللہ قوی عزیز" (الحدید آیت نمبر ۲۵)

بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کیساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ عدل پر قائم ہوں اور لوہا بھی اتارا جس میں بڑی قوت ہے اور لوگوں کے لئے اس میں دوسرے فوائد بھی ہیں اور اس سے اللہ نے یہ بھی چاہا کہ وہ ان لوگوں کو چھانٹ لے جو اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد غیب میں ہوتے کرتے ہیں بے شک اللہ بڑا ہی زور آور اور غالب ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کے اتارنے کا تذکرہ فرمایا ہے الکتاب ' المیزان ' الحدید 'کتاب کا مفہوم تو واضح ہے کہ اس سے مراد ' آسمانی کتب و صحف ہیں جو انسان کے لئے بطور ضابطہ حیات 'کتاب زندگی بنا کر اتاری گئی ہیں۔

المیزان :- المیزان کے مفہوم میں اختلاف ہے اکثر محققین کے نزدیک اس سے مراد عدل و انصاف ہے یعنی وہ احکام جو عدل و انصاف پر مبنی ہیں تو اس صورت میں گویا کتاب کو ہی

میزان اور کسوٹی قرار دیا ہے کہ انسانوں کے ہر قسم کے اعمال زندگی کے لئے کتاب ترازو ہے جو اعمال اس کے مطابق ہیں وہ صحیح اور حق ہیں اور جو اس کے مطابق نہیں وہ صحت و درستگی سے خالی ہیں۔ بعض حضرات نے اس سے اس عقل و شعور لیا ہے یا ضمیر جس سے معرفت حق ہو سکے۔ جو ہر انسان کی فطرت میں موجود ہیں اور اس کے بغیر انسان شریعت و کتاب کا مکلف نہیں ٹھہرتا۔ اس بنا پر بچہ اور مجنون تکالیف شرعیہ سے بری ہیں اور کتاب و میزان کے عنایت کرنے اور رسولوں کے بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ انفرادی واجتماعی زندگی کے ہر شعبہ میں حق و عدل کو اختیار کریں وہ روش اختیار کریں جو حق و عدل پر مبنی ہو، ظلم و جور کے ہر شائبہ سے پاک ہوں۔

الحدید :- جب رسولوں کی بعثت اور کتاب و شریعت نازل کرنے کا اصل مقصود یہ ہے کہ لوگ اپنی زندگی اس کے مطابق گزاریں اور یہ کام محض وعظ و تذکیر اور ترغیب و ترھیب سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے لئے بعض دفعہ قوت و طاقت کے استعمال کرنے کی بھی ضرورت پیش آتی ہے اس لئے اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ اور کتاب شریعت کو ترازو اور کسوٹی بنا کر بھیجا تاکہ لوگوں پر حجت قائم ہوجائے تو دوسری طرف لوہا بھی اتارا تاکہ جو لوگ اتمام حجت کے بعد بھی حق و باطل اختیار کرنے اور شریعت کے مطابق زندگی گزارنے پر آمادہ نہ ہوں بلکہ الٹا شریعت کا مذاق اڑائیں اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت پر کمربستہ ہوں اور اپنی دنیوی اغراض و منافع کے لئے کتاب زندگی سے انحراف کریں تو ان کو طاقت و قوت کے بل بوتہ پر سیدھا کیا جائے۔ اس لئے جہاد کا حکم فرمایا۔ اور لوہے کے انزال کے مقاصد میں باس کو مقدم کیا گویا اس نعمت کا اصل مقصد جہاد کے لئے اسلحہ کا فراہم کرنا ہے۔ اور دوسرے تعمیری و تمدنی فوائد، منافع ثانوی اور ضمنی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور جہاد کی حکمت بھی واضح فرمائی۔ کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ خود غالب ہے وہ دین کے بڑے سے بڑے دشمن کو چشم زدن میں تہس نہس کر سکتا ہے لیکن وہ جہاد کے ذریعے بندوں کا امتحان لیتا ہے کہ کون غیب میں

ہوتے ہوئے اللہ کے دین اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے اور کون دودھ پینے والا، محض دکھاوے کا مجنوں بنتا ہے۔

جب اسلام، نسل انسانی کی نشوونما اور کمال ترقی کے مطابق انسانیت کے بلوغ، منزل بہ منزل تکمیلی مرحلہ میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آخری رسول کو اپنا آخری خلیفہ بنا کر اسلام کی تکمیل کر کے مبعوث فرمایا۔ سورہ مائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا" (پ۶ آیت نمبر۳)

اب میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین سورۃ احزاب میں فرمایا۔ "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین و کان اللہ بکل شئی علیما" (پ ۲۲ آیت نمبر۴۰) محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

اس طرح وہ دین جس کا آغاز آدم علیہ السلام سے ہوا انہیں کے دور میں، زمان و مکان کے حالات و ظروف، اس کے مصالح و مقتضیات اور حکمت الٰہی کے تقاضوں کے مطابق، محدود وقت اور مخصوص مکان کے لئے اترتا رہا۔ اب اپنی کامل شکل میں اتارا گیا ہے اتمام نعمت کے دو مفہوم لئے گئے ہیں بعض حضرات کے نزدیک اس سے مراد مسلمانوں کا غلبہ و عروج ہے کہ ان کے مخالفین مغلوب و مفتوح ہو گئے۔ مکہ مکرمہ فتح ہوا۔ رسوم جاہلیت ختم کر ڈالی گئیں۔ اور مشرکوں کا مکہ میں داخلہ بند کر دیا اور اس صورت میں دین کا تعلق صرف اصول و ضوابط، عقائد و اساسات سے نہیں ہوگا۔ شریعت کا مفہوم اس میں داخل ہوگا کہ دین کے تمام احکام و قوانین مکمل کر دیئے گئے اب ان میں کمی و بیشی ترمیم یا تنسیخ کا احتمال نہیں ہے۔ کیونکہ دین حق کے تمام حدود فرائض اور احکام و آداب مکمل کر دیئے ہیں اس لئے اب اس میں کسی اضافہ اور

زیادتی کی گنجائش نہیں نہ کسی کو کم کرنے کا اختیار ہے۔

بعض حضرات کے نزدیک نعمت سے مراد شریعت ہے جس کا آغاز غار کی پہلی وحی سے ہوا اور درجہ بدرجہ ۲۳ سال کی مدت میں اس نعمت کا اہتمام فرمایا۔

اس طرح آپ کو ایک ہمہ گیر جامع، آفاقی اور عالمگیر شریعت عنایت فرمائی گئی ہے اور آپ کو قیامت تک کے انسانوں کے لئے رسول بنایا گیا ہے۔ سورۃ اعراف میں فرمایا۔ "قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا" اعلان کردیجئے۔ اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول بن کر آیا ہوں۔

آپ کی شریعت کی جامعیت اور خصوصیات:- اسلامی شریعت کے جامع اور وسیع و ہمہ گیر ہونے کا یہ عالم کہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ و گوشہ اس کی ضوفشانی سے محروم نہیں۔ انسانی زندگی کے بنیادی اور اساسی طور پر تین شعبے ہیں۔

۱..... عقائد یعنی ایمان باللہ و الیوم الاخر و بالرسل (الملائکہ الانبیاء) الکتب المنزلہ، بالقدر خیرہ شرہ

۲..... اخلاق و آداب مثلاً صدق دل، امانت، صبر، عفت، وفائے عہد، کذب خیانت اور نقض عہد سے تحفظ و بچاؤ۔

۳..... احکام عملیہ جن کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں۔

(الف) عبادات جن کا مقصد انسانی کا اللہ تعالیٰ سے تعلق و رابطہ استوار کرنا ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج۔

(ب) معاملات معاملات جن میں حقوق العباد یعنی انسانوں کے باہمی ربط و تعلق کو بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے تحت مندرجہ ذیل شعبے آتے ہیں۔

۱..... احوال شخص = نکاح، طلاق، نفقہ، نسب، رضاعت، وراثت، والدین اور اولاد کے حقوق میاں بیوی کے حقوق و فرائض۔

۲..... معیشت و اقتصادیات سے متعلقہ احکام - مثلاً بیع و شراء' اجارہ' رہن' کفالت' شراکت' و مضاربت' جس میں ہر قسم کی تجارت' صنعت و حرفت' زراعت اور ملازمت کے معاملات و احکام داخل ہیں- آج کی اصطلاح میں ان کو قانون مدنی یا قانون المعاملات کا نام دیا جاتا ہے-

۳..... قضاء سے متعلقہ احکام یعنی دعویٰ شہادت' قسم' جس کو قانون مرافعت کا نام دیا جاتا ہے-

۴..... غیر مسلموں یعنی اہل کتاب یا شبہ اہل کتاب جن کے پاس کتاب نہیں اور مشرکوں سے متعلقہ احکام-

۵..... یتامیٰ' مساکین' مسافر' قیدی' غلام' فقراء' عورتوں اور مزدوروں کے حقوق-

۶..... ملکی سیاست سے متعلقہ احکام-

۷..... مسلمان حکومتوں سے تعلقات-

۸..... غیر مسلم حکومتوں سے تعلقات اور جنگ و امن سے متعلقہ احکام-

۹..... عقوبات و زواجر سے متعلقہ احکام-

۱۰..... حکومت کے محاصل و مصارف سے متعلقہ احکام-

۱۱..... رعایا کے حقوق-

۱۲..... راعی کے حقوق-

۱۳..... حیوانات کے حقوق-

ان کے علاوہ بھی انسانی زندگی کے اعمال میں اگر کوئی چیز متعلق ہے تو ان سب کا احاطہ کیا گیا ہے انسانی زندگی کے کسی شعبہ یا گوشہ کو نظرانداز نہیں کیا گیا- شریعت نام ہے تمام دنیوی و اخروی مصالح و منافع کے حصول کا اور تمام دنیوی و اخروی مضار و نقصانات سے تحفظ کا-

شریعت اسلامیہ کی خصوصیات و امتیازات:- ۱..... شریعت اسلامیہ کا مصدر و منبع اور سرچشمہ خالق کائنات ہے- جس کا علم ازلی اور ابدی ہے اور تمام صفات کمال سے متصف ہے تمام انسان اس کی مخلوق ہیں اس لئے شریعت اسلامیہ کسی خاص ملک' علاقہ'

صوبہ، رنگ و نسل، جماعت اور طبقہ کی نمائندہ نہیں ہے اس میں امیر، غریب، کالے گورے راعی و رعایا کسی مخصوص خاندان یا فرد کو کوئی امتیاز حاصل نہیں ہے جبکہ وضعی قانون کا منبع و سرچشمہ انسان ہیں جن کا علم محدود اور ناقص، اغراض و خواہشات کا غلبہ کسی مخصوص ملک علاقہ صوبہ رنگ و نسل یا زبان، خاندان، طبقہ یا پارٹی کے مفادات کی تکمیل و ترجیح کو مد نظر رکھتا ہے۔ اس لئے ان میں آفاقیت، وسعت و ہمہ گیری نہیں اور راہ عیب و نقائص سے پاک نہیں۔

۲..... مسلمان اور مومن انسان کے دل میں شریعت اسلامیہ کی ہیبت و احترام کا جذبہ موجزن ہے اس لئے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری آسان اور سہل ہے کوئی مسلمان شعوری اور دانستہ طور پر اس کی مخالفت کو جائز نہیں سمجھتا۔ وضعی و انسانی قانون کو یہ احترام و تکریم حاصل نہیں۔

۳..... شریعت اسلامیہ کے کسی حکم و قانون کی اطاعت یا مخالفت کی جزا و سزا صرف دنیوی نہیں ہے بلکہ دنیوی و آخروی دونوں طرح ہے اور اصل جزا و سزا کا تعلق آخرت سے ہے۔ دنیوی سزا سے تحفظ اور بچاؤ ممکن ہے اور اخروی سزا سے انسان توبہ و معافی کے بغیر کسی صورت میں نہیں بچ سکتا ہے جبکہ وضعی قانون کی مخالفت کی سزا صرف دنیوی ہے اور اس سے بچنے کے حیلے بہانے بے شمار ہیں۔

۴..... اخروی جزا و سزا کا تعلق تمام احکام شریعت سے ہے۔ وہ عقائد سے متعلق ہوں یا اخلاق و آداب سے یا معاملات سے۔ جب کہ وضعی قوانین کا تعلق صرف معاملات کے مخصوص اور محدود احکام سے ہے۔ معاملات میں سے عبادات بالکل خارج ہیں۔ اور باقی معاملات میں بھی مکر و فریب اور حیلوں بہانوں کی وافر گنجائش ہے فرمایا

یوم تجد کل نفس ماعملت من خیر محضر او ماعملت من سوء۔

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرہ شرا یرہ۔

۵..... شریعت اسلامیہ تمام انسانوں کے لئے ہے اور ہر زمان و مکان کے لئے ہے کسی کو اس میں ترمیم و تنسیخ کا حق حاصل نہیں ہے۔ اس لئے اس کو دوام و بقا اور تحفظ و ضمانت حاصل ہے۔ اور یہ فرد و جماعت دونوں کے لئے عام ہے۔

۶..... اس میں ترقی اور نمو کی گنجائش ہے کیونکہ جن احکام کی تصریح و تخصیص کے بارے میں نص موجود نہیں ہے۔ قرآن و سنت سے ان کا استنباط و استخراج اجتہاد کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جن احکام کی تصریح و تخصیص موجود ہے پوری امت مجتمع ہو کر بھی اس میں کمی بیشی نہیں کر سکتا۔

۷..... نظم و نسق اور انتظام سے متعلقہ نئے مسائل اہل حل و عقد کے مشورہ سے کتاب و سنت کی روشنی میں حل کئے جا سکتے ہیں۔

۸..... اس میں فرد' خاندان' معاشرہ' راعی اور رعایا کے حقوق و فرائض کی تعیین کر دی گئی ہے۔ اور کسی کے حقوق کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ اور ان کو ایک دوسرے کے حقوق کو پامال کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

۹..... شریعت کے اندر آسانی و سہولت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ضیق و حرج نہیں ہے "لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا ما جعل علیکم فی الدین من حرج" اس لئے تخفیف و رخصت کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔

۱۰..... قلتہ التکالیف ۔ فرائض کی بھرمار نہیں ہے اسلئے اوامر و نواھی کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے۔

۱۱..... تشریع اور قانون کی تکمیل میں تدریج و ترتیب کو اختیار کیا گیا۔ دعوت کا آغاز پوشیدگی سے ہوا۔ سب سے پہلے اقارب و اعزہ کو دعوت دی گئی۔ پھر اہل مکہ کو' پھر اس کو عام کیا گیا۔ اس طرح صلوۃ و زکوۃ صوم اور حج کے احکام میں تدریج کو اختیار کیا۔ سود اور شراب کی حرمت میں یہی طریقہ اختیار کیا گیا۔

۱۲..... شریعت اسلامیہ انتہائی جامع اور آفاقی ہے اس میں کوئی عیب و نقص نہیں ہے۔

شریعت اسلامیہ اور وضعی قوانین میں بنیادی فرق:-

۱)..... شریعت اسلامیہ خالق کا وضع کردہ قانون ہے۔ جس کی پابندی کرنے پر انسان اطاعت گزار

ٹھہرتا ہے اور اجر و ثواب کا حقدار بنتا ہے جبکہ وضعی قانون کی پابندی پر کوئی اجر، صلہ یا انعام نہیں ہے۔

۲)..... شریعت اسلامیہ میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو بیان کیا گیا ہے اس کا دنیا و آخرت دونوں سے تعلق ہے اور وضعی قانون کا تعلق صرف امور دنیا سے ہے اور آخرت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

۳)..... شریعت اسلامیہ میں جزا و سزا کا تعلق اصل میں آخرت سے ہے اگرچہ بعض مصالح کے تحت بعض جگہ سزا دینوی بھی ہے۔ جبکہ وضعی قانون میں جو جزا و سزا ہے اس کا تعلق صرف دنیا سے ہے۔

۴)..... شریعت کا تعلق اعمال قلبیہ و باطنیہ اور اعمال خارجیہ و ظاہرہ دونوں سے ہے وضعی قانون کا تعلق صرف اعمال خارجیہ اور اعمال جوارح سے ہے اعمال قلب سے کوئی تعلق نہیں۔

۵)..... شریعت کے احکام انسان کیلئے ہر حالت میں عدل و انصاف اور خیر پر مبنی ہیں جبکہ وضعی قانون میں یہ صفت نہیں ہے۔ شریعت کے قوانین کا واضع مستقبل کے حالات سے بھی آگاہ ہے کیونکہ اس کا علم محیط ہے لیکن انسان مستقبل کے حالات سے واقف نہیں کیونکہ اس کا علم محدود و ناقص ہے اور اپنے دور کا پابند ہے۔

۶)..... شریعت اسلامیہ میں معروف و منکر کا تعین کر کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دیا گیا ہے۔ خیر کی ترغیب اور شر سے ترہیب و تنفیر موجود ہے۔ جبکہ وضعی قانون اس صفت سے محروم ہے۔

۷)..... وضعی قوانین میں بعض محرمات کو بھی جائز و مباح قرار دیا جاتا ہے۔ جبکہ شریعت میں ایسا عام حالات میں ممکن نہیں۔ مخصوص و محدود وقت اور محدود صورت میں بعض دفعہ رخصت مل جاتی ہے۔

اس طرح آپ پر شریعت اور خلافت کی تکمیل کی گئی آپ نے اپنی زندگی میں شریعت کی

تنفیذ کا فریضہ سرانجام دیا۔ اور اس مقصد کے لئے آپ کو مبعوث فرمایا گیا تھا۔ آپ کی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

"هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله و کفی بالله شهیدا" وہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر تاکہ اس کو سارے دینوں پر غالب کردے اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

اور آپ نے دعوت کے آغاز میں ہی فرمایا تھا کہ لوگو "قولوا لا اله الا الله تملکون العرب و العجم" اے لوگوں لا الہ الا اللہ پر قائم ہو جاؤ۔ اگر تم اس کے تقاضے پورے کروگے تو عرب و عجم کے حکمران بن جاؤ گے۔

ہجرت کرتے وقت آپ کو دعا کرنے کی تلقین کی گئی کہ "قل رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق و اجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا۔ و قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا (پ۱۵ بنی اسرائیل ۸۰۔۸۱)

دعا کرو کہ اے میرے رب مجھے داخل کر عزت کا داخل کرنا اور مجھے نکال عزت کا نکالنا اور مجھے خاص اپنے پاس سے مددگار اقتدار غلبہ عنایت کر اور اعلان کردو کہ حق آگیا۔ اور باطل نابود ہو گیا اور باطل نابود ہونے والی چیز ہے۔

آپ نے غزوہ خندق کے وقت قیصرو کسریٰ یعنی روم و ایران اور یمن کی فتح کی بشارت دی تھی۔

آپ کے بعد آسمانی خلافت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا کیونکہ دین کی تکمیل کے بعد اس کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ لیکن دین کی تنفیذ و قیام کے لئے آپ کے خلیفہ کی ضرورت تھی جو دین کی تنفیذ و قیام کا فریضہ سرانجام دے۔ بخاری شریف میں روایت ہے۔

"کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی و انه لا نبی بعدی و سیکون خلفاء" (ج ا صفحہ ۴۹۱)

بنو اسرائیل کے دین ودنیا کے مفادات کی نگہداشت انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی دنیا سے جاتا اس کی جگہ دوسرا آجاتا لیکن اب صورتحال یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور خلفاء ہوں گے۔

آپ کی جگہ امت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دین کے قیام ونفاذ کا انتظام کرے۔ قرآن مجید میں یہ پیش گوئی موجود ہے "وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لایشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون" (پ۱۸ سورۃ النور آیت نمبر ۵۵)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ایمان کے مناسب عمل صالح کئے ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو زمین میں اقتدار وغلبہ بخشے گا۔ جیسا کہ ان لوگوں کو اقتدار بخشا جو ان سے پہلے گزرے اور ان کے اس دین کو غلبہ وتمکین دے گا جس کو ان کے لئے پسند ٹھہرایا۔ اور ان کی اس خوف کی حالت کے بعد اس کو امن سے بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد کفر کریں گے تو درحقیقت وہی لوگ نافرمان ہیں۔ لہٰذا تمہارا فرض ہے " واقیموا الصلوہ واتوا الزکاہ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون" (۵۶)۔

اور نماز کا اہتمام رکھو اور زکوۃ دیتے رہو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

فرمایا تم میں سے جو لوگ پوری راست بازی کے ساتھ ایمان اور عمل صالح کا راستہ اختیار کریں گے ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ان کو زمین میں اسی طرح اقتدار واختیار بخشے گا۔ جیسے پہلی امتوں کو ایمان عمل صالح کے ثمرہ ونتیجہ میں اقتدار بخشا گیا۔ کیونکہ اللہ کی سنت یہی ہے کہ رسولوں پر پوری کامل وفاداری کے ساتھ ایمان لانے والوں کو دنیا کی قیادت وسیادت

عنائت کرتا ہے اس لئے وہ اسلام کو زمین میں متمکن کرے گا اس کی اساس بنیاد پر ملک کا نظام اجتماعی وسیاسی استوار ہوگا۔ اس کے سامنے کوئی اور نظام نہ ٹھہر سکے گا۔ دین اور حاملین دین کیلئے کسی قسم کا خوف و خطرہ باقی نہیں رہے گا۔ وہ میری اطاعت و بندگی کریں میرے سوا کسی اور کی اطاعت و بندگی نہیں ہوگی جو لوگ دین کی مخالفت کریں گے وہی نافرمان ہوں گے۔ لہٰذا اگر اختیار و اقتدار چاہتے ہو اور دنیا و آخرت کی کامیابی کے خواہاں ہو تو نماز کا اہتمام کرو زکوۃ ادا کرو اور رسول کے ہر حکم کی بے چون و چرا اطاعت کرو اس لئے سورۃ محمد میں فرمایا "یا یھا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم" آیت نمبر ۶
اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔

سورۃ حج میں فرمایا و لینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ قوی عزیز" آیت نمبر ۴۰ اور بیشک اللہ ان کی مدد فرمائے گا جو اس کی مدد کریں گے بے شک اللہ قوی اور غالب ہے۔

سورہ آل عمران میں فرمایا "ان ینصرکم اللہ فلاغالب لکم" اگر اللہ تمہارا ساتھ دے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ اور اس سورۃ میں دوسری جگہ فرمایا "وانتم الاعلون ان کنتم مومنین" تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن رہے۔

اسلامی حکومت کے قیام کا پہلا مرحلہ:- لہٰذا اب آپ کے بعد اسلامی حکومت کے قیام کی ذمہ داری امت اسلامیہ پر عائد ہوتی ہے اور اس کے قیام کی صورت ایک عمارت کی تعمیر کی سی ہے کوئی عمارت اساس و بنیاد کے بغیر تعمیر نہیں ہو سکتی۔ اسلامی حکومت کے قیام کی بنیاد مسلمان افراد ہیں کیونکہ اسلامی معاشرہ کے بغیر اسلامی حکومت کا قیام ممکن نہیں۔ اور معاشرہ افراد کے مجموعہ کا نام ہے اس لئے اسلام ہر انسان کو راعی، نگران، محافظ ٹھہراتا ہے اور عام طور پر احکام کا مخاطب افراد ہی کو ٹھہرایا گیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا "کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ" تم میں سے ہر انسان ذمہ دار نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ قرآن مجید میں فرمایا "جعل لکم السمع والابصار والافئدہ لعلکم تشکرون" (سورۃ نحل آیت نمبر۷۸) اور اس نے تمہارے لئے سمع وبصر اور دل بنائے تاکہ تم شکر گزار بنو۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو سمع وبصر اور دل ودماغ اس لئے دیا ہے کہ وہ اس کے شکر گزار اور اطاعت گزار بندے بنیں سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا "ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا" بیشک کان، آنکھ، اور دل ان میں سے ہر ایک کے بارے میں پرسش ہونی ہے۔ اگر ہر مسلمان اپنی زندگی کے شب و روز اسی طرح گزارے جیساکہ دین کا تقاضا ہے تو خود بخود فطرتی اور طبعی طور پر اسلامی حکومت کا قیام آسان ہو جائے شب و روز گزارنے کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی روشنی میں ایسا نظام اور منہج دیا ہے کہ اس کی ہر گھڑی اور انسان کی ہر حرکت اسے بندہ ہونے کا احساس دلاتی ہے ذرا دیکھئے ایک انسان صبح کے وقت اٹھتا ہے تو اسے دعا سکھائی ہے پھر بیت الخلاء جاتا ہے۔ اس میں داخل ہونے اور خارج ہونے کی دعا سکھائی ہے گھر سے نکلنے اور داخل ہونے کی دعا۔ پھر نماز کے لئے مسجد جاتا ہے۔ تو مسجد میں داخل اور خارج ہونے کی دعا سکھائی جوتا اتارنے اور پہننے کا طریقہ بتایا ہے مسجد اور بیت الخلاء میں داخلہ کے وقت پاؤں کے داخل و خارج کرنے میں فرق بتایا ہے اس طرح شب و روز کے مختلف مراحل کی جو دعائیں آپ نے سکھائی ہیں تو یہ دعائیں اور نماز کی ہر حرکت و عمل اذان واقامت کے کلمات ہم کو کس طرز عمل اور طرز حیات کی دعوت دیتے ہیں۔ کیا کبھی ہم نے سوچا۔ حضرت عمرؓ اپنے عاملوں کو کیوں لکھتے تھے "ان من اھم امورکم الصلوہ فمن حفظھا و حافظ علیھا فقط حفظ دینہ و من ضیعھا فھو لغیرہ اضیع"

ترجمہ: تمہارا فرض اولین نماز کا قیام ہے جس نے اس کو یاد رکھا اور اس کی حفاظت ونگہداشت کی اس نے اپنے ضابطہ حیات کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ باقی دین کو

باقی صـ ۴۴ پر